© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقش آغاز

ملک کے سنگین بحران کا خاتمہ اور متحدہ دینی محاذ کا کردار

ملک کے موجودہ گھمبیر سیاسی بحران کے خاتمہ، ملکی سالمیت کے تحفظ، امن و امان کے قیام او وطنِ عزیز کو غیر یقینی حالات سے نکالنے کے لئے بالآخر متحدہ دینی محاذ کے مرکزی رہنماؤں نے محاذ کے کنوینر مولانا سمیع الحق مدظلہ کی قیادت میں جولائی کے پہلے عشرے میں صدر مملکت اور وزیر اعظم سے مسلسل ایک درجن سے زائد ملاقاتیں کیں انہوں نے ان ملاقاتوں میں صدر اور وزیر اعظم دونوں پر زور دیا کہ وہ اپنے ذاتی وقار، انا، اقتدار کے تحفظ، ہٹ دھرمی اور ناقابل قبول فارمولوں کو چھوڑ دیں اور آپس میں بیٹھ کر مختصر سے مختصر وقت میں موجودہ سیاسی بحران کو پُر امن طریقہ سے رفع کرنے کا راستہ نکالیں ورنہ متحدہ دینی محاذ اور اس میں شامل ملک بھر کی دینی قوتیں کراچی سے خیبر تک عوام کو حقیقی صورت حال آگاہ کریں گی کہ اس بحران کے پس منظر میں کون کیا ہے؟ اور کس کا کیا کردار ہے؟ انہوں نے اپنی شبانہ روز جدوجہد اور مخلصانہ مساعی سے دونوں کو باہمی افہام تفہیم، ملاقات اور مذاکرات پر رضا مند کر لیا۔ نتیجتاً دونوں کی ابتدائی ملاقاتوں اور ملک کو سیاسی بحران سے نکالنے کے ابتدائی فارمولے کی تشکیل میں مولانا سمیع الحق اور ان کے رفقاء نے کلیدی کردار ادا کیا چیف آف آرمی سٹاف جنرل عبدالوحید کا کردار اور لانگ مارچ کا التواء بھی دینی محاذ کی تحریک اور اس سلسلہ مفاہمت و اصلاح اور ثالثی کردار کی مربوط کڑیاں ہیں دینی محاذ کی موثر اور مفید مصالحانہ کاوشوں کا اعتراف خود صدر مملکت جناب غلام اسحاق خان اور وزیر اعظم نواز شریف دونوں نے کیا اور ان کے کردار کو سراہا

ہمیں یقین ہے کہ دینی محاذ کی قیادت نے جس کار خیر کا آغاز خلوصِ نیت جاہ و منصب اور شہرت و ناموری کی آلائشوں سے بے نیاز ہو کر خالص خدا کی رضا کے لئے کیا ہے بہت جلد بلکہ دو ایک روز میں اس کے مفید ثمرات اور قوم و ملک کے حق میں بہترین نتائج ظاہر ہوں گے سیاسی حالات کا اونٹ جس کروٹ بھی بیٹھے بہر حال بحران کا خاتمہ ہوگا اور اس کے اجر و ثواب اور اخروی کریڈٹ سے متحدہ دینی محاذ کی قیادت بہرہ ور ہوگی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علماء حق ہمیشہ ظلم تشدد بے دینی الحاد اور طاغوتی قوتوں کے خلاف لڑتے رہے ہیں ہمیشہ انہوں نے وطن عزیز کو سیاسی استحصال سے بڑی حد تک نجات دلائی ہے بالخصوص مولانا سمیع الحق اور ان کے رفقاء کی گذشتہ سالوں سے یہ ساکھ رہی ہے کہ اپنے اصلاحی اور اسلامی دینی مشن کے ہدف کے حصول میں وہ نہ جھکتے ہیں نہ بکتے ہیں اور نہ مداہنت اور ذہنی تحفظات کی خاطر تعمیر و اصلاح اور قومی سلامتی کے کام سے باز رہتے ہیں بلکہ ہر دباؤ لالچ جبرو استبداد اور تہمتوں و الزام تراشیوں کے ہزار ہا اندیشوں کے باوجود اپنے مشن اور قومی و ملی فلاح کے کام میں ثابت قدم رہتے ہیں وہ گذشتہ کئی ماہ سے نہایت کرب و اندوہ سے یہ دیکھ رہے تھے کہ اس ملک کے قیام بقا استحکام امن و امان نظام مصطفے اور اسلامائزیشن کے لئے جو قربانیاں دی گئی تھیں وہ ہمارے حکمرانوں اور سیاسی قائدین کے خود ساختہ اختلافات کی وجہ سے پیوند خاک ہوتی جا رہی ہیں حالانکہ حکمرانوں سمیت تمام سیاست دان حلف اٹھا اٹھا کر یہ اعلان کرتے رہے ہیں کہ وہ استعماری ڈھانچوں کو ڈھا کر اس کی جگہ فلاحی اصلاحی اور اسلامی نظام برپا کریں گے لیکن اپنے عدوں کو یکسر فراموش کرکے یہ لوگ ایسی دشنام طرازیوں پر اتر آئے ہیں جو ان کے مقام و مرتبہ سے حد درجہ فرو تر ہیں سیاسی قائدین کی ان جارحانہ کاروائیوں کی وجہ سے ملکی سالمیت کو خطرہ لاحق ہوگیا ہے۔ ان کی ایک دوسرے کے خلاف گھٹیا نوعیت کی اشتعال انگیزیوں سے نہ صرف وطن عزیز بلکہ ساری قوم خمیازہ بھگت رہی ہے۔

متحدہ دینی محاذ کی قیادت نے یہ بھی دیکھا کہ قومی اسمبلی کی تحلیل اور پھر بحالی کے بعد جولائی کے آغاز تک ملک میں امن و امان کی صورتحال گھمبیر سے گھمبیر تر ہوتی جا رہی تھی ہر طرف انانیت خودروی مفاد پرستی بدنہ ملکی سالمیت سے کھیلنے والے جرائم پیشہ افراد کا راج چلنے لگا تھا ملک کے سیاسی افق پر روشنی کی کوئی کرن دکھائی نہیں دیتی تھی تاریکی تھی کہ لحظہ بہ لحظہ اپنے پاؤں پھیلاتی جا رہی تھی شب دیجور کی زلفیں دراز تر ہوتی جا رہی تھیں اور "کظلمت فی بحر لجی یغشاہ موج من فوقہ موج من فوقہ سحاب ظلمات بعضہا فوق بعض اذا اخرج یدہ لم یکد یرا ھا" کا منظر تھا قومی قیادت اور ملکی سیاست ایک ایسے بحران کا شکار تھی جس کا آخری نتیجہ اس سے کہیں زیادہ بھیانک اور تباہ کن نظر آ رہا تھا جس کا مشاہدہ اس ملک کے بد قسمت عوام بھٹو، یحیی خان اور ایوب خان کے دور میں دیکھ چکے تھے۔ حکمرانوں سمیت سیاست دان اپنے سیاہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اعمال کے ذریعہ تاریکیوں کے تسلط کو مزید مستحکم کر رہے تھے ایسے ماحول میں سادہ لوح مسلمان روشنی ہی کو ترس گئے وہ ایسے حالات سے دو چار تھے جس کو قرآن کے "و من لم یجعل اللہ لہ نورا فمالہ من نور" سے تعبیر کیا ہے ہمارے جسد سیاست میں جس پیمانے پر فساد پھیل چکا ہے اور کردار و اخلاق سے عاری افراد جس طرح ایوا نہائے سیاست کے وارث بنے بیٹھے ہیں منتخب ہونے کا اعزاز سر پر سجانے والوں نے اپنے طرز عمل سے اخلاق و کردار کا جس طرح جنازہ نکال دیا ہے نہ خریدنے والے باز آئے نہ بکنے والوں میں شرم و حیا کی کوئی رمق دکھلائی دی۔ منتخب ارکان کے لئے ہاسٹلوں میں رقص و سرود کی محفلیں سجائی گئیں شراب و شباب سے ان کی راتوں کو رنگین بنانے کا اہتمام کیا گیا مگر پھر بھی باور کرایا جاتا رہا کہ اس عمل سے ملکی استحکام اور جمہوریت کو فروغ ملے گا اب کون یہ پوچھے گا کہ انسانی اقدار کا جنازہ نکال کر کردار و اخلاق کو حرف کی غلط کی طرح مٹا کر اور اصول و ضوابط کا قتل کرکے جمہوریت اور ملکی سالمیت کی کونسی خدمت کی جا سکتی ہے؟ اس نوعیت کی خود ساختہ جمہوریت ہی نے تو پاکستان کو ذلت و رسوائی کے ایسے گڑھے میں گرا دیا ہے اب جہاں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دے رہا۔

دراصل بحران کے آغاز ہی سے ملک کی سیاسی اور بعض مذہبی قوتیں (جو ارباب حل و عقد اور بحران کے خاتمے میں موثر کردار ادا کر سکتی تھیں صدر وزیر اعظم اور قائد حزب اختلاف کے کیمپ سے وابستہ ہو کر بحران کی شدت اور تقویت کا باعث بن گئیں جوں جوں بحران بڑھتا گیا ان لوگوں کے اپنے سیاسی کیمپ سے وابستگیوں میں مزید استحکام ہوا نتیجتاً بحران میں مزید اضافہ ہوتا چلا گیا۔ پھر جب عبوری حکومت کا مرحلہ آیا تو سیاسی قائدین مفاہمت صلح باہمی اعتماد ملکی سالمیت کی خاطر بحران کے خاتمے کے لئے موثر کردار ادا کرنے کے بجائے اپنے سیاسی اور دینی کیریئر کی پرواہ کئے بغیر فریقین کے ساتھ اپنی وفاداریوں کے اظہار اور ان کے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے کے لئے بھرپور کردار ادا کیا بعض قوتوں نے وزارتوں کے حصول کے لئے جس تعجیل اور بے تدبیری اور نا مصلحت اندیشی کا ثبوت دیا اپنے کردار میں وہ شاہ سے زیادہ شاہ کے وفادار نظر آئے دوسرے فریق سے وابستہ سیاسی قوت نے اپنے ماضی کے مسلسل کردار اور تاریخی روایات کو اس قدر داغدار کر دیا کہ مستقبل میں نہ وہ ماضی کے رہے اور نہ اپنا مستقبل بنا سکے۔ قائد حزب اختلاف کی جانب سے لانگ مارچ کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

منصوبہ بندی اور پھر اسی کی جانب سے اس کے التواء کے ڈرامائی انداز نے اس کے وفاداروں اور محبین صادقین کو جس طرح حیرت و استعجاب اور رسوائی و تذلیل اور تاریک مستقبل کی اندھی کھائیوں میں دھکیل دیا خدا کرے کہ اس سے ان کی چشم عبرت بھی وا ہو سکے جو اپنے شانے پر بٹھا کر اسے دوبارہ لیلائے اقتدار سے ہمکنار کرنا چاہتے تھے۔

جہاں تک لانگ مارچ اور اس کے علمبرداروں اور اتحادیوں کی بات ہے یہ بھی ہرگز کوئی نیا اقدام نہیں یہ قائدین اس سے پہلے بھی ایک وقت اسلام کے نام پر متحد ہونے کسی غاصب و بدکردار حکمران کے خلاف لوگوں کو سڑکوں پر آنے مزاحمت کی تحریک کو کامیاب بنانے اور اسلام کو عملاً بر سر اقتدار لانے کے عنوان پر جدوجہد میں جان و مال ڈالنے کی قربانی پیش کرنے کی دعوت دیتے رہے ہیں عوام ان پر اور ان کے اتحاد پر اعتماد کر کے وہ سب کچھ نچھاور کر دیتے رہے ہیں جو ان کے پاس تھا جب مقصد پورا ہوا تو سب اسلامی نظام اس کے انقلاب مشن سے نو دو گیارہ ہو گئے یہ کھیل گذشتہ ۴۴ سال سے مسلسل کھیلا جا رہا ہے اور بد قسمت مسلمان اس کھیل میں تاش کے پتوں اور شطرنج کے مہروں کی طرح ان کے اشاروں پر گھروں سے نکلتے متحرک ہوتے اور جانوں پر کھیلتے دکھائی دیتے ہیں۔ اس کھیل میں ارباب سیاست تو ہمیشہ نفع میں رہتے وہ ہر ہر مرحلہ پر بھیس بدل کر اور لیبل تبدیل کرتے پھر سے عروس اقتدار سے ہمکنار ہو جاتے ہیں مگر سینکڑوں گھر اور ہزاروں افراد ان کی تماشہ گری کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں۔ قائد حزب اختلاف کی لانگ مارچ بھی اسی قسم کی ایک کڑی تھی جو متحدہ دینی محاذ کی مخلصانہ مساعی اور سیاسی حکمت عملی کے نتیجہ میں وزیر اعظم صدر ملاقات جنرل عبدالوحید کے کردار اور پس پردہ دینی محاذ کے قائد مولانا سمیع الحق کی دی ہوئی ورکنگ لائن کے نتیجہ میں ٹل گیا۔ جمہوریت کی بحالی ہو یا اسلامی نظام کا قیام ہو سب کے لئے علماء نے فساد فی الارض کا راستہ کبھی اختیار نہیں کیا یہ تباہی کا راستہ ہے اس سے تعمیر نہیں ہوتی تخریب ہوتی ہے۔

بہر حال تنزل و انحطاط خود غرضی و مفاد پرستی اور یاس و قنوط کے ایسے حالات میں متحدہ دینی محاذ کی قیادت کا حکمرانوں کے درمیان مصالحت کا دانشمندانہ اقدام روشنی کی ایک کرن امید و توقع کا سہارا ملکی سالمیت کے تحفظ کی پیش رفت اور پر امن باد سحر کا ایک جھونکا ثابت ہوا جسے قومی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پریس کے سنجیدہ باشعور طبقے اور اس کی سالمیت کے سچے بہی خواہوں نے اسے اپنے دل کی آواز سمجھا بین الاقوامی پریس بھی ہزار ناچاہتوں بنیاد پرستی کے اتہمات بین اسطور اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے عزائم کے باوصف مولانا سمیع الحق کے اس کردار کے اعتراف پر مجبور ہوا مولانا سمیع الحق نے اول روز سے ذمہ دار حریف قوتوں پر دو ٹوک الفاظ میں واضح کر دیا کہ ہمارے نزدیک ملک کا نظام دیانتداری کے ساتھ باہمی اعتماد یگانگت اور صاف ستھرے تعلقات کار کے طریقے پر اسلامی اصولوں کے مطابق چلانا چاہئے مارشل لاء آمریت فسطائی طرز سیاست اور جبر و استبداد کے طریقے اس ملک کے مزید بگاڑ اور تباہی کے باعث تو بن سکتے ہیں مگر خیرو فلاح کی کوئی راہ اس ملک کے لئے ان کی مدد سے ہرگز نہیں نکالی جا سکتی در اصل جذبہ خیرو اصلاح مفادات ذاتی مقاصد سیاسی وابستگیوں حزبی و جماعتی گروہ بندیوں دینی اقدار سے بے نیازی اور نور الٰہی سے محرومی نے ہماری سیاست کے موجودہ غیر انسانی اور غیر اخلاقی انداز کو مزید گھمبیر بنا دیا ہے حکمرانوں اور سیاست دانوں کا فرض ہے کہ وہ آسمانی کرنوں سے اپنے قلب و نظر کو منور کرنے کی سعی کریں متحدہ دینی محاذ کی قیادت کی غیر جانبدارانہ مساعی کی قدر کریں اور ان کی دی ہوئی ورکنگ لائن اور قرآن و سنت کے ہدایات پر کاربند ہوں اور یہ عہد کرلیں کہ ہر ازم اور ہر نظام کو مسترد کرتے ہوئے صرف اور صرف اسلامی نظام سیاست کو اپنے ہاں ترویج دینے کے لئے جدوجہد کریں گے تب ہی ہمارے سیاسی افق پر پھیلے ہوئے گھٹا ٹوپ اندھیرے چھٹنے لگیں گے اور نوری کرنیں ہمارے تاریک ماحول کو ضو بار بنا دیں گی (عبدالقیوم حقانی)

سلسلۂ مطبوعات مؤتمر المصنفین (۲۹)

اقتدار کے ایوانوں میں

شریعت بل کا معرکہ

مولانا سمیع الحق

ملک کی تاریخ میں نفاذ شریعت کی جدوجہد کا روشن باب، ایوان بالا سینیٹ اور قومی سیاست میں نظام اسلام کی جنگ، آغاز، رفتار کار، صبر آزما مراحل کی لمحہ بہ لمحہ روئیداد اور مستقبل کے لائحہ عمل کے علاوہ خارجہ پالیسی، عورت کی حکمرانی، جہاد افغانستان اور اہم قومی و ملی اور بین الاقوامی مسائل پر فکر انگیز گفتگو اور سیر حاصل تبصرے۔

مؤتمر المصنفین

دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ○ نوشہرہ

© rasailojaraid.com